© rasailojaraid.com

پایا جاتا ہے اس کے ساتھ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ خیال انسان نے خود نہیں پیدا کیا بلکہ اس کے پاس یہ علم کسی بیرونی اور بالاتر ذریعہ سے آیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان تمام مذہبی یادداشتوں میں تخلیقِ انسانی کی جو صورت بتائی گئی ہے وہ ان واقعات اور مشاہدات کے بالکل ہم آہنگ ہے جس کا نظارہ ہم کائنات اور انسان کے باہمی تعلقات کے درمیان پا رہے ہیں ان میں یقیناً وہ بے ربطی اور تصادم نہیں ہے جو نظریۂ ارتقار کی بنیاد پر جیسا کہ بتایا جا چکا ہے یکایک پیدا ہو جاتا ہے۔

لیکن بایں ہمہ اس باب میں جو مفصل اور سیر حاصل بیان اس آخری آسمانی کتاب کا ہے جس کے بعد پھر کوئی کتاب انسانوں کو آسمان سے نہ ملی اور نہ آئندہ ملنے والی ہے اتنی فیصلہ کن باتیں اور بیانات اور کسی کتاب میں نہیں پائی جاتی ہیں اور اس وقت میرے سامنے اسی کی تفصیل اور تشریح ہے۔ (باقی آئندہ)

وحی الٰہی

از مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی ایم۔ اے مدیر برہان

یہ کتاب ہماری زبان میں پہلی بے مثل محققانہ کتاب ہے جس میں وحی اور اس کی صداقت، وحی کی لغوی اور شرعی حقیقت۔ وحی کے اقسام۔ وحی سے متعلقہ مباحث مثلاً صفاتِ الٰہی خصوصاً صفتِ کلام۔ ملکۂ نبوت۔ استعدادِ وحی۔ وحی اولاً کس طرح نازل ہوئی اور آخر تک کن کن طریقوں سے نازل ہوتی رہی، قرآن نے اپنے وحی ہونے کے کیا کیا دلائل بیان کئے ہیں اور نیز یہ کہ وحی کی حقیقت جدید فلاسفۂ مغرب کے نزدیک کیا ہے۔ پھر اعجازِ قرآن کے دلائل۔ ان سب مباحث پر اس خوبی اور عمدگی سے بحث کی گئی ہے کہ وحی جیسے نازک اور الجھے ہوئے مسئلہ کا حل پورے طور پر ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ کتابت طباعت نہایت اعلیٰ۔

قیمت غیر مجلد عہ مجلد دو روپیہ چار آنے ہے۔

نیجر ندوۃ المصنفین دہلی قرولباغ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حسن اپنے کام میں مشغول ہوا۔ ناگاہ ایک روز ہل کا پھال زمین میں اٹڑ گیا۔ ہل چلانے والے نے حسن کو خبر کی۔ حسن نے جاکر دیکھا کہ ہل کے پھال کی نوک زمین میں ایک زنجیر سے اُلجھی ہوئی ہے جو ایک ظرف کی گردن میں پڑی ہے اور یہ ظرف طلائی سنہری اشرفیوں سے بھرا ہوا ہے۔ حسن ان سب اشرفیوں کو ازراہِ دیانت اپنے آقا کے پاس لے گیا۔ کانگوی بہمن حسن کی دیانت وامانت سے بہت متاثر ہوا اُس نے یہ واقعہ شہزادہ سے ذکر کیا۔ اس نے حسن کی دیانت کا یہ حال سنکر اپنے والد بادشاہِ وقت غیاث الدین تغلق شاہ سے ذکر کیا۔ بادشاہ نے اُسے مرحمتِ خسروانہ سے امیرانِ صدہ کے ضمن میں منسلک کرلیا۔

ایک روز کانگوی بہمن نے اس سے کہا کہ میں تمہارے زائچہ سے پاتا ہوں کہ تم صاحبِ اقبال ہوگے اور اللہ کے فضل سے اعلیٰ درجہ پر فائز ہوگے۔ پس مجھ سے عہد او رشرط کرو کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں دولتِ عظیم دے تو تم میرا نام اپنا جزو اسم کر لینا تاکہ تمہارے نام سے میرا بھی نام دفترِ عالم میں دوام قبول کرلے اور تم مجھے اور میری اولاد کو اپنا دفتر (وزارتِ مال) سپرد کر دینا۔ حسن نے یہ امر قبول کر لیا۔ اور قبل اس کے کہ وہ تخت وحکومت کا مالک ہو اُس نے اس کے نام کو اپنے نام کا جزو بنا کر اپنے نام کو حسن کانگوئی بہمنی مشہور کیا۔ پھر جب وہ دکن میں تخت نشین ہوا اور اس شعر کا مصداق بنا ؎

عز ودولت بریمین و فتح ونصرت بریسار جاہ وحشمت ہمعنان و بخت ودولت ہمرکاب

اس نے اپنے پایہ تخت کا نام حسن آباد رکھا[1] اور ایفاءِ وعدہ کر کے اپنے ممالکِ محروسہ کا دفترِ محاسبہ کانگوی بہمن کے سپرد کر دیا۔ جو اس وقت سلطان محمد تغلق شاہ کی ملازمت ترک کر کے

---

[1] دراصل یہاں فرشتہ کی مراد گلبرگہ سے ہے کہ اس کا نام حسن آباد رکھا گیا تھا۔ واضح رہے کہ اس ضمن میں ہمارے لئے صحیح اطلاع مسکوکات سے مل سکتی ہے چنانچہ تمام مسکوکات پر حسن آباد ملتا ہے اور بیدر کے لئے احمد آباد نہیں جیسا کہ فرشتہ نے لکھا ہے بلکہ محمد آباد ہے اور یہی ہمیں خواجہ گاواں کے ابتدائی خطوط میں بھی ملتا ہے۔
(اسلامک کلچر ص۱۹۳ مضمون مسکوکات سلطنت بہمنی از مسٹر اسپیٹ)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ذہن نشین ہو سکے۔

یہ ایک امر ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ ہمارے بعض اصل ماٰخذ کے غلط تراجم وغیرہ کا مطالعہ بھی بعض بعض مقام پر اس قسم کا شک پیدا کر دیتا ہے جس سے دوسروں کو جرأت ہونا ممکن ہے مگر ستم ظریفی یہ ہے کہ ان سے بہتر اور زیادہ قدیم بلکہ معاصرانہ حیثیت رکھنے والے ماٰخذ بھی جو ان موضوعات پر کافی روشنی ڈالتے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ اصولاً ہمیں اپنی تحریروں کو ان پر مبنی کر کے نتیجہ اخذ کرنا چاہئے مگر نہیں یہ لوگ ایسا کرنے سے ہمیشہ اغماض کریں گے اسلئے ان سے گلہ کرنا بیکار ہے اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ ہم خود اپنی تاریخ اور ثقافت کے صحیح بیان اور اظہار کی طرف توجہ کریں تاکہ ہماری آئندہ نسلیں اغیار کی تحریروں کا شکار نہ ہو سکیں۔ ہمیں یہ بھی اقرار ہے کہ چند ایک ہندو مورخین نے دیانت سے بھی کام لیا ہے جو اُن کے صحیح ذوقِ علم کا ثبوت ہے ہمیں کم سے کم تاریخ کے ضمن میں ایک بہت بڑے مورخ کا قول یاد رکھنا چاہیے کہ مورخ کا رویہ ایک وکیل کا نہیں بلکہ ایک منصف کا سا ہونا چاہئے جو دونوں اطراف کے صحیح شواہد کو ویسے ہی برقرار رکھکر نتائج کا استنباط کرے۔

چنانچہ سطور ذیل میں ہمیں علاؤ الدین ابو المظفر بہمن شاہ بانی سلطنت بہمنیہ دکن کے نام و نسب کو صحیح ماٰخذ کی روشنی میں بیان کرنا مقصود ہے جس سے متعلق مختلف بیانات پیش کئے جاتے ہیں اس کی عام وجہ یہ ہے کہ معاصر ماٰخذ کو بالائے طاق رکھکر محض محمد قاسم فرشتہ کی تاریخ گلزار ابراہیم پر تمام بحث کا انحصار سمجھا جاتا ہے جسے ذیل میں سب سے اول پیش کیا جاتا ہے۔

فرشتہ کا بیان

یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص حسن نامی دار الخلافہ دہلی میں کانگوی بہمن منجم کی ملازمت میں تھا جو شاہزادہ محمد تغلق شاہ کے حضور میں قرب و منزلت رکھتا تھا ایک روز اس نے معاش کی تنگی سے تنگ آکر کانگوی سے درخواست کی۔ اُس نے ایک جوڑی بیل اور دو مزدور دے کر حوالیٔ دہلی میں ایک خراب سی زمین زراعت کے لئے دیدی تاکہ وہ گذر اوقات بہ فراغت کر سکے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نظام بحری کے ملازموں میں شامل تھا۔ اس کے کتب خانہ میں ایک رسالہ مشتمل بر تحقیق اصل ونسب سلطان علاؤالدین حسن کانگوی بہمنی جس پر مصنف کا نام درج نہیں تھا نظر سے گذرا اور اس کا ماحصل یہ ہے کہ سلطان علاؤالدین کانگوی بہمنی بہرام گور نژاد ہے جسکا شجرہ یہ ہے:۔

سلطان علاؤالدین بن حسن بن کیکاؤس بن محمد بن علی بن حسن بن سام بن میمون بن سلام بن ابراہیم بن نصیر بن منصور بن رستم بن کیقباد بن منوچہر بن نامدار بن اسفندیار بن کیومرث بن خورشید بن صعصائے بن فغفور بن فرخ بن شہریار بن عامر بن سہید بن ملک داود بن ہوشنگ بن نیک کردار بن فیروز بخت بن نوح بن صانع۔ بہرام گور

غرضیکہ اس بناپر ان کو بہمنیہ کہتے ہیں مگر خاکسار جامع (فرشتہ مورخ) کو جو کچھ معلوم ہوا ہے وہ یہ ہے کہ جب سے کانگوی بہمن کا نام سلطان علاؤالدین حسن کے نام کا جزو ہوا ہے اس کو بہمنی کہتے ہیں اور خوشامدی شعرا اور مورخین نے اس دستاویز کو ہاتھ میں لیکر اس پر اور رنگ چڑھا دیا ہے۔[1]

اگر ہم فرشتہ کے مذکورۂ بالا بیان پر ایک نظر ڈالیں تو ہم ذیل کے نتیجہ پر پہنچتے ہیں جو بالخصوص اس کے نام ونسب سے تعلق رکھتا ہے۔ اس نتیجہ میں فرشتہ خود متشکک کی حیثیت رکھتا ہے:۔

اس کا ابتدائی نام حسن تھا۔ کانگو بہمنی منجم کی وجہ سے حسن کانگوی بہمنی ہوا جس کا حسن نے خود وعدہ کیا تھا کہ دولت واقتدار کے حاصل کرتے ہی وہ اس کے نام کو اپنے نام کا جزو بنالیگا۔ پھر حسن کے وعدہ کے مطابق اس کا آقا کانگو پنڈت دکن میں آکر صاحب دفتر محاسبہ ہوا، اور دیگر متذکرہ مآخذ کی بنا پر وہ ایرانی نژاد تھا اسی وجہ سے ان کو بہمنیہ کہتے تھے۔

اب ذیل کے بیان میں ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ فرشتہ کے اس بیان کے مطابق حسن نے کہاں تک اپنے نام ونسب میں اس طرح وہ موعودہ الفاظ قائم رکھے۔ لیکن اس سے پیشتر یہ بیان کرنا

[1] فرشتہ فارسی نولکشور لکھنؤ ص ۲۷۳ - ۲۷۸ - ۲ - ۲۸۱ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دکن میں آیا تھا اور طغرائے فرامین اور نقشِ نگین میں اس نے اپنا نام اس طرح نقش کرایا۔

"کمترین بندہ حضرت سبحانی علاؤ الدین حسن کانکوئی بہمنی"

یہ مشہور ہے کہ اس سے پیشتر براہمہ مسلم بادشاہوں کے عہدوں اور منصبوں کی طلب نہیں رکھتے تھے اور الگ تھلگ متوکلانہ علمی زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ جس شخص نے فرقہ براہمہ میں سے سلاطین اسلام کے دور میں نوکری قبول کی وہ کانکو پنڈت تھا۔

مزید برآں فرشتہ بیان کرتا ہے کہ صاحب تاریخ تحفۃ السلاطین اور سراج التواریخ اور بہمن نامہ دکنی جسے بعض نے شیخ آذری کی نظم لکھا ہے۔ ان میں سے کسی نے بھی اصل و نسب سلطان علاؤ الدین حسن کانکوی بہمنی سے متعلق ایک حرف تک نہیں لکھا لیکن بعض مقامات پر انسے شاہانِ کیان کی طرف منسوب کرکے کہا ہے کہ کلاہ کیانی سر پر رکھکر تخت کیانی پر بیٹھا اور بعض مقامات پر اس کو بہمن اور اسفندیار سے منسوب کرکے بطورِ مدح لکھا ہے" شاہ بہمن نژاد و فروزندۂ کاخ بہمنی"۔

اسی طرح کی اور عبارات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسفندیار کی نسل سے تھا۔ اس طرح کی عبارتیں ان دونوں کتابوں میں کثرت سے ہیں اگر شیخ آذری کا بہمن نامہ بے لوث ہوتا تو اس دعوی کی تصدیق کے لئے ایک شاہد عادل کا کام کرتا مگر یہ امر شیخ آذری جیسے شخص سے بعید تھا کہ وہ اس امر کو خوب تحقیق و متانت سے بیان کرتا

فرشتہ کہتا ہے کہ میں نے بطورِ حجت بہمن نامہ کے اشعار اس کتاب میں درج کئے ہیں جو سخنِ اساتذہ کی سی متانت نہیں رکھتے اور ان میں شاعر کا تخلص بھی نظر سے نہیں گذرا۔ اس بنا پر ان اشعار کو شیخ آذری کی طرف منسوب کرنا محل تامل ہے۔[1] مگر جب راقم (فرشتہ) بلدہ احمد نگر میں مرتضیٰ شاہ

[1] یہ اشعار مطبوعہ تاریخ فرشتہ میں نہیں ملتے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تغلق شاہ غازی کے زمانہ میں دہلی آیا۔ ایک روز یہاں عارف ربانی شہیر الکرامات مولانا شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور انھوں نے اسکو صاحبِ سلطنت ہونے کی بشارت دی۔"

اتفاق کی بات ہے کہ ہمارے سامنے ابھی تک محض ایک ہی تاریخ برہانِ مآثر مرتبہ سید علی طباطبا خاں جو خاص طور پر دکن سے ہی متعلق ہے رہی ہے۔ یہ کتاب قریب ۱۰۰۰ھ میں تالیف ہوئی اس کے ابتدائی ابواب میں سلطنت بہمنیہ کے حالات ہیں۔ ایک باب "طبقہ اول سلاطین گلبرگہ علاؤالدین والدنیا ابوالمظفر سلطان حسن شاہ الولی البہمنیہ" قائم کیا ہے[1]۔

اس میں قریب قریب وہی ابتدائی حالات ذرا مبالغہ آمیز الفاظ کے ساتھ بانی سلطنت بہمنیہ کے متعلق بیان کئے ہیں جو حاجی الدبیر نے ظفر الوالہ میں لکھے ہیں۔ اور اسی روایت پر اکتفا کیا ہے مگر سید علی طباطبا نے اپنے بیان کو ایک معاصر تاریخ "عیون التواریخ" پر مبنی کیا ہے جو بدقسمتی سے آج ناپید ہے۔ اسی بیان میں حسن کانکو کا پورا شجرہ نسب بھی دیا گیا ہے جو ہم فرشتہ کی بحث کے تحت میں بیان کر چکے ہیں۔ مگر ڈاکٹر ایشوری پرشاد نے اپنی تالیف "تاریخ قرونہ ٹرکس" میں اس بحث کو نہایت خوبی سے بیان کیا ہے۔ ہاں اسی برہانِ مآثر کے نسخہ کتبخانہ انڈیا آفس لنڈن کے حوالے سے حسن کانکو کی بجائے "حسن کابکوئی" بیان کیا ہے۔[2]

متذکرہ بالا بیانات کو مدنظر رکھکر یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لفظ کانکو ضرور مختلف اشکال کا شکار ہوا ہے۔ چنانچہ ہفت اقلیم مولفہ امین رازی (۱۰۰۲ھ) میں بحوالہ عیون التواریخ جو برہانِ مآثر کا ماخذ ہے اس کو "حسن کاکویہ" لکھا ہے[3]۔ اور ساتھ ہی اس نے پورا شجرہ بھی دیدیا ہے۔ اس بنا پر حسن کیکاوس

[1] برہانِ مآثر صفحہ ۱۲-۱۱ [2] قرونہ ٹرکس از ڈاکٹر ایشوری پرشاد صفحہ ۲۴۱

[3] نسخہ ہفت اقلیم ایشیاٹک سوسائٹی بنگال۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور مورخ مرزا رفیع شیرازی جو فرشتہ کا بالکل معاصر ہے اس نے اپنی تالیف تذکرۃ الملوک میں حسن کانکو کے ابتدائی حالات کا جو قصہ لکھا ہے اس سے فرشتہ کا بیان مشتبہ ہو جاتا ہے[1]

دیگر ماخذ مگر سب سے بڑھکر مزید دلچسپی کا موجب یہ ہے کہ تاریخ ہند کے دوسرے ماخذ ذیل جن میں سے دو اول معاصرانہ حیثیت بھی رکھتے ہیں کوئی ایسی مبہم یا مشکوک روایت علاءالدین ابوالمظفر بہمن شاہ کے نام و نسب کے متعلق بیان نہیں کرتے بلکہ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی کسی ایسی تحریر کو پیش نہیں کرتا جس سے فرشتہ کے بیان کی تصدیق ہوتی ہو ہاں ان میں حسن کانکو ضرور ملتا ہے۔

۱۔ تاریخ فیروزشاہی ضیا برنی صفحہ ۵۱۵	حسن کانکو
۲۔ تاریخ فیروزشاہی شمس سراج عفیف صفحہ ۲۲۴	حسن کانکو
۳۔ تاریخ مبارک شاہی یحیٰی سرہندی صفحہ ۱۱۳	حسن کانکو
۴۔ منتخب التواریخ بدایونی صفحہ ۲۳۱	حسن کانکو
۵۔ طبقات اکبری خواجہ نظام الدین احمد صفحہ ۲۲	حسن کانکو
۶۔ مآثر رحیمی از نہوندی صفحہ ۳۸۱	حسن کانکو

یہ سب مصنفین متفقہ طور پر بیان کرتے ہیں کہ حسن کانکو دیوگیر آیا اور وہاں آکر بادشاہ ہوا، اور کسی نے بھی اس کے نام و نسب پر بحث نہیں کی۔

حاجی الدبیر[2] نے ظفر الوالہ بمظفر و آلہ میں اپنے عربی مورخین کے تتبع میں بیان کیا ہے "حسن کانکو پر سب لوگوں نے اتفاق کیا اور اس نے شاہی چتر سر پر رکھکر اپنے لئے "علاءالدین بہمنشاہ" کا لقب اختیار کیا اس بنا پر خیال کیا جاتا ہے کہ وہ بہمن بن اسفندیار بادشاہ فارس کی اولاد سے ہے۔ وہ

[1] تذکرۃ الملوک مطبوعہ حیدرآباد از شمس اللہ قادری و تاریخ بہمنی از کنگ صفحہ ۲۳-۲۴

[2] عربی تاریخ گجرات مرتبہ سر ڈنیسن راس صفحہ ۱۵۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض کتب کے اسمار کا ذکر بعد کی کتابوں میں بطور حوالہ ملتا ہے اور بعض سے ان سے استفادہ بھی کیا ہے تاہم ہمیں مسرت ہے کہ کتب سے زیادہ اہم اور زیادہ صحیح دوسرے تاریخی مآخذ از قسم کتبات عمارات ومسکوکات دستیاب ہوئے ہیں جن سے مسئلہ متنازعہ فیہا پر معاصرانہ حیثیت سے بہت کچھ روشنی پڑتی ہے۔ چنانچہ گلبرگہ کی مسجد کا کتبہ ملاحظہ ہو:۔[لہ]

این مسجد مبارک اللہ تعالیٰ وتبارک بعہد بانی مبانی وقبلۂ اقبال سعادات خدائیگان سلاطین علاؤ الدنیا والدین ابو المظفر بہمن شاہ عمر اللہ دولتہ بناہٗ امیدوار حضرت کبریا سیف الدولہ شاہ زکریا در شہور سنہ اربع وخمسین وسبعمایۃ عمارت کردتا ابد الاباد آباد باد بحق عامر بیت معمور وکعبہ مشہور۔

اسی طرح علاء الدین ابو المظفر بہمن شاہ کا سکہ جو حسن اتفاق سے آج بھی محفوظ ہے[سلہ] اس میں ہے

الف۔ السلطان الاعظم
علاء الدنیا والدین
ابو المظفر بہمن شاہ
السلطان

ب۔ سکندر ثانی
یمین الخلافۃ ناصر
امیر المومنین
حاشیہ پر سنہ ۷۵۸ھ

یہ یقینی بات ہے کہ مذکورہ بالا کتبات اور سکوں کی عبارتیں جو ہر قسم کے شکوک وشبہات سے بلند و بالا ہیں صرف سلطان کی نظر سے گذری ہی نہیں بلکہ اس کے ذاتی مشورہ کے بعد تحریر میں لائی گئی ہونگی۔ کیونکہ یہی ایک موقع تھا جبکہ بادشاہ کے صحیح القاب اور نام وغیرہ وضع ہو کر مورخین میں عام ہوئے۔ علاوہ ازیں حسنِ اتفاق سے آج ہمارے سامنے عصامی کا مطبوعہ متن "فتوح السلاطین" بھی ہے جو ہندوستان کی ایک منظوم تاریخ ہے۔ عصامی نے یہ کتاب دولت آباد یعنی سلطنت بہمنیہ کے ابتدائی پایہ تخت میں ہی ۲۷ رمضان سنہ ۷۵۰ھ اور ۶ ربیع الاول سنہ ۷۵۱ھ کے

لہ EIM سنہ ۰۸-۱۹۰۷ء صـ ۱ از میجر ہیگ۔ سلہ اسلامک کلچر سنہ ۱۹۳۵ء صـ ۲۸۸ از مضمون مسٹر سپیٹ Mr. Speight.

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی طرف منسوب ہو کر بآسانی کانگو یہ ہوسکتا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت بعض مورخین آسانی سے اس لفظ کا صحیح املا نہیں کرسکے اور نہ انھوں نے اس کو کسی طرح اپنے لئے مختلف فیہ امر تصور کیا جیسا کہ بعد کے لکھنے والوں نے بنا دیا ہے۔ اسلئے جب دو مولف ایک ہی ماخذ سے لکھنے والے مختلف املا کرتے ہیں اور وہ املا ایک ہی لفظ یعنی کیکاؤس سے کسیقدر قریب الشکل ہے تو بلا تامل کہنا پڑیگا کہ وہ لفظ جو ابتدا میں لفظ کانگو آیا ہے وہ بھی کچھ اور ہے اور چونکہ کسی معاصر مورخ نے بھی اس کی اصلیت پر کوئی خاص بحث نہیں کی اس لئے نہیں معلوم کہ متاخرین میں سے فرشتہ نے یہ روایت کہاں سے لیلی۔

بعض نے خواہ مخواہ بغیر کسی حوالے کے یہ کہدیا ہے کہ بہمن دراصل برہمن کا بگڑا ہوا ہے واضح رہے کہ جہاں فرشتہ نے بالصراحت گانگو منجم کا ذکر کیا ہے وہاں محض لفظ گانگو پنڈت از فرقہ براہمہ لکھا ہے[۱] اور کم سے کم راقم کی نظر سے کہیں نہیں گذرا جہاں بہمن لکھکر برہمن مراد لیا گیا ہو اور ہمیشہ مسلمان مصنفین وشعرائے نے لفظ برہمن کو برہمن ہی استعمال کیا ہے۔ اس کے لئے محض دو شہادتیں پیش کی جاتی ہیں:-

فرخی شاعر دربار محمود غزنوی سومنات کی فتح کے ضمن میں کہتا ہے ؎

برہمناں را چند اں کہ دید سر ببرید — بریدہ سر آں کو بتا بد سر

شیخ سعدی سومنات کی زیارت کے بیان میں بوستاں میں کہتے ہیں ؎

بہ نرمی بپرسیدم اے برہمن — عجب دارم از کار ایں بقعہ من

دکنی ماخذ وغیرہ

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ابتدائی اسلامی تاریخ دکن میں کسی خاص معاصر ماخذ کے نہ ہونے کی وجہ سے ایک کمی ضرور محسوس ہوتی ہے بالخصوص بہمنی سلطنت کے بارہ میں۔ اگرچہ

[۱] فرشتہ ص۲۷۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پھر آگے چلکر عصامی نے بہمن شاہ کے ابتدائی مراحل حیات اور اس کی جد وجہد جو اس کو بالخصوص دکن میں کرنی پڑی ان سب کو بیان کرنے کے بعد صہ ۳۲۵ پر مندرجۂ ذیل عنوان اور اشعار لکھے ہیں:۔

"جلوس سلطان علاء الدین والدنیا ابوالمظفر بہمن شاہ السلطان اید ملکہ وسلطانہ"

۱۰۲۸۷ زتاریخ چوں ہفصد وچل گذشت — زیادت دگر برچہل رفت ہشت

۱۰۲۸۸ گذشت از ربیع دوم بست چار — جہاں گشتہ خرم زفصلِ بہار

۱۰۲۹۵ براں شاہ میمون و فرخندہ چہر — علاء دیں لقب آمدہ از سپہر

۱۰۲۹۶ بسیرت فریدوں و بہمن بنام — شدہ کنیتش بوالمظفر مدام

۱۰۳۰۱ خطاب قدیم خودش داد شاہ — ظفر خانش خوانند خیل وسپاہ

مذکورہ بالا عنوان واشعار سے ہمیں اس کے نام، لقب اور کنیت کا صحیح طور پر علم ہو جاتا ہے جس سے وہ ابتداءً مشہور ہوا تھا اور وہ اسے بادشاہ محمد شاہ تغلق کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ ختم کتاب پر عصامی پھر ایک اور عنوان قائم کرتا ہے:۔

"دعائے دولت خلیفہ برحق علاء الدین والدنیا ابوالمظفر بہمن شاہ السلطان"

۱۱۳۱۴ الا اے جہانگیر فیروز بخت — دعاگو یدت روز وشب تاج وتخت

۱۱۳۱۵ کہ بعد از فریدوں فرخ نژاد — ترا دید در کوشش عدل وداد

۱۱۳۲۴ نشاندی فروزیں لواحی نفیر — مسلم شدت کشور دیوگیر

۱۱۵۰۸ چنیں خوش کتابے بکردم تمام — کنوں باد مقبول ہر خاص وعام

غرضکہ عصامی نے نہایت وضاحت سے بہمن شاہ کے حالات کے سلسلہ میں اس کے ایرانی الاصل ہونے کو بار بار بیان کر کے اس کے ایرانی الاصل ہونے پر مہرِ تصدیق ثبت کردی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

درمیان تصنیف کی تھی صرف یہی نہیں بلکہ اس نے اپنی اس علمی خدمت کو سلطان علاؤ الدین ابوالمظفر بہمن شاہ کے نام سے منسوب کیا تھا، عصامی فتوح السلاطین کے ابتدا میں ذیل کا عنوان قائم کرتا ہے۔

"مناقب خلفائے اربعہ و شجرہ شیخ الاسلام زین الحق والشرع والدین و مدح سکندر ثانی علاؤ الدنیا والدین ابوالمظفر بہمن شاہ سلطان خلداللہ ملکہ"۔

پھر یہ چند اشعار بھی ملاحظہ فرمائیے۔

۱۶۰۔ علاؤ الدین آں شاہ گیتی پناہ	کہ آسودہ در عہدِ او داد خواہ
۱۶۱۔ ظفر خاں زصلبش مظفر شدست	از کنیتش ابوالمظفر شدست
۱۶۲۔ دو صد لشکر از قوت یکتن است	کہ ہم بہمنی است و ہم بہمن است
۱۶۵۔ از ایرانیاں ہرچہ زاد از نبرد	بتوران در افراسیاب آنچہ کرد
۱۶۶۔ فریدوں زداد دہش ہرچہ راند	بہ گیتی زنوشیرواں ہرچہ ماند
۱۶۷۔ فتوحے کہ در تیغ کاؤس بود	شکوہے کہ در نام کاموس بود
۱۶۸۔ بہ مازندراں آنچہ رستم کشاد	زبیژن بہ ارمن زمیں ہرچہ زاد
۱۷۳۔ بہ ہنگام کیں جستن و کارزار	دل بہمن و زور اسفند یار
۲۱۶۔ چوں ایں نامہ گرد و بنامت تمام	شود منتشر در ہمہ خاص و عام

مذکورہ بالا عنوان میں زین الحق والشرع والدین سے مراد شیخ زین الدین ہیں جن کو جناب شیخ برہان الدین نے خرقۂ درویشی عطا کیا۔ عنوانِ ہذا میں ایک اور ضروری امر قابلِ ملاحظہ ہے کہ جس طرح اس میں بہمن شاہ کو سکندر ثانی لکھا ہے جو اس کے مذکورہ بالا سکہ پر بھی کندہ ہے اسی طرح اشعار میں اس کے شجرۂ نسب کا جو اسفندیار تک پہنچتا ہے اعادہ کیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۷ بعہد شہنشاہ ابوالمغازی — کہ بگرفت عالم بیک ترکتازی
۸ گل باغ بہمن شہ آں شاہ احمد — کزو گشت خوشبوئی شرع محمد

اتفاق سے علامہ سخاوی کی کتاب الضوء اللامع لاھل القرن التاسع میں بھی اسی احمد شاہ کا تذکرہ الفاظ ذیل کے ساتھ موجود ہے۔

"احمد شاہ بن احمد بن بہمن شاہ شہاب الدین ابوالمغازی صاحب گلبرجہ وما والاھا من بلاد الہند ودام فی المملکۃ نحو اربع عشرۃ سنۃ وکان اجمل ملوک الہند دیناً وخیراً وعزاً وحزماً انشاء بمکۃ رباطاً ہائلاً مع صدقات وبر۔" [۱]

بر سبیل تذکرہ سخاوی کے اس بیان سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ عرب مورخین کے نزدیک گلبرگہ یعنی اول پایہ تخت سلطنت بہمنیہ مشہور تھا اور ان بادشاہوں کے تعلقات پہلے سے ہی بیرونِ ہند مکہ وغیرہ اسلامی مقامات سے تھے۔

حاصل بحث مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں خاطر خواہ طور پر یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بانی سلطنتِ بہمنیہ دکن کا صحیح نام "علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ" تھا اور یہ ایرانی الاصل تھا۔ جب ہم بہمنی سلطنت کے باقی ماندہ آثار عتیقہ پر جو ہمیں فی الحال بیدر و دیگر مقامات پر ملتے ہیں نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس کا مزید ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ بیدر میں قلعہ بیدر جو بہمنیوں کی ایک بڑی یادگار ہے اس کے دروازہ کا مشاہدہ ہم پر واضح کرتا ہے کہ اس کی پیشانی پر محراب کے دونوں کونوں پر دو شیر شرزہ اپنا پاؤں اٹھائے پتھر پر کندہ ہیں۔ اور اسی طرح یہی شیر شرزہ اندرون قلعہ محل کے ماتھے پر کاشی کاری میں مختلف رنگوں میں منقش ہے اور وہی اس کا ایک پاؤں اٹھا ہوا اور غالباً اس کی پیٹھ پر طلوع آفتاب بھی منقش ہے اور یہ شیر شرزہ ابتداء سے لیکر آج تک ایرانیت کا صحیح منظہر

[۱] جلد اول صفحہ ۲۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس کی مزید تائید و توثیق کتبات ذیل کے چند اشعار سے بھی ہوتی ہے۔

۳ بعہدِ بادشاہِ بو المظفر   علاء الدین شاہِ ربع مسکون

۴ شہنشہ احمد ابنِ شاہِ احمد   کہ ہست از نسل بہمن واز فریدوں

یہ دو شعر شہر بیدر میں شاہ خلیل اللہ کی درگاہ سے جو کتبہ دستیاب ہوا ہے اس میں درج ہیں۔ یہ کتبہ کسی بائیں یعنی دکنی طرز کی باوری سے اتارا گیا ہے اور اس کی تاریخ ۹ رجب ۸۵۰ھ ہے۔[1]

ایک اور کتبہ محمد شاہ دوم کا جو مقام سگر (نصرت آباد) سے تعلق رکھتا ہے اور اس کی تاریخ ۸۷۹ھ ہے اس میں ہے۔[2]

۱ در عہد بادشاہ جہاندار و تہمتن   شاہ جہاں محمد محمود صف شکن

۲ از نسل شاہ بہمن و بہمن بکار تیغ   از زور تیغ گشتہ سپہ دار انجمن

اسی طرح فیروز شاہ بہمنی کے چار کتبے مورخہ ۸۱۲ء–۸۱۱ھ جن میں سے ایک میں دروازہ کی تعمیر کا ذکر ہے حسب ذیل ہے۔[3]

زنسل پور بہمنِ شاہِ والا   شہِ فیروز ظلِ حق تعالیٰ

ایک اور کتبہ مورخہ ۸۲۹ھ کا شہاب الدین احمد شاہ ولی بہمنی کا اقتباس غالباً دلچسپی سے خالی نہ ہوگا یہ کتبہ اس زمانہ کا ہے جبکہ پایہ تخت بیدر ہو چکا تھا۔[4]

۲ ستودہ حامی شرع حجازی   شہاب الدین احمد شاہ غازی

۳ بہار باغ بہمن شاہِ مغفور   خدایا زیں چمن چشمِ خزاں دور

ایک اور کتبہ احمد شاہ مورخہ ۸۲۹ھ کا اقتباس ملاحظہ ہو جو مقام سگر سے اور دراصل رضی بن زید کے روضہ کے ساتھ باؤلی کی تعمیر سے متعلق ہے جسے خانجہاں نے تعمیر کیا ہے۔[5]

[1] EIM ۸–۱۹۲۶ء صفحہ ۲۰   [2] ۳–۱۹۳۲ء EIM   ۱۹۳۱–۲ء صفحہ ۱۱   صفحہ ۱۵   صفحہ ۱۶   صفحہ ۱۸

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بہمن شاہ" تھا غلط ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر ہم عصر مآخذ سے پورے طور پر ثابت کر چکے ہیں بانی سلطنت بہمنیہ کے نام کے ساتھ کوئی ایسا موعودہ لفظ بہمنی وغیرہ نہیں ہے جو کسی طرح کانکو پنڈت کے تعلق کو ظاہر کرتا ہو اور تاریخ سے کہیں نہیں ملتا کہ کانکو بہمن منجم دکن میں آکر وعدہ کے مطابق صاحب دفتر محاسبہ ہوا۔ اگر یہ امور کچھ حقیقت رکھتے تو فرشتہ کے بیان کی ضرور قدر ہو سکتی تھی۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ایسے زمانہ میں جب کہ مسلمان ابھی ابھی اپنا خالص اسلامی تسلط قائم کر رہے تھے اپنے نام کے ساتھ ایک برہمن کے نام کو بطور نسبت کس طرح اختیار کر سکتے تھے۔ ایک اور امر قابلِ وضاحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہمن شاہ کے والد کا نام فرشتہ نے اور بعض اور مورخین نے کیکاؤس لکھا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا مسلمانوں میں یہ نام ہوتا بھی ہے؟ ہم دیکھتے ہیں کہ بنگال کے ابتدائی اسلامی دور میں ایک شخص "رکن الدین کیکاؤس بن بغدا خاں" تھا جو سنہ ۶۹۱ھ سے سنہ ۷۰۱ھ تک والی بنگال رہا۔ اسی طرح اور بیشمار مثالیں اسلامی تاریخ میں مل سکتی ہیں۔ پس فرشتہ کا یہ کہنا کہ بہمن شاہ اپنے فرامین اور نقشِ نگین میں نام

"کمترین بندہ درگاہ حضرت سبحانی علاؤ الدین حسن کانکوی بہمنی"

لکھتا تھا بالکل غلط ہے کیونکہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ معاصر مآخذ میں یہ ہرگز کہیں نہیں ملتا اسلئے فرشتہ کا یہ بیان ہمارے لئے قابلِ قبول نہیں ہے اور اس کے برعکس صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ

"علاؤ الدین ابوالمظفر بہمن شاہ"

صحیح نام و لقب تھا اور وہ واقعی ایرانی الاصل تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مانا جاتا ہے اور اتفاق سے اسی قلعہ کے دروازہ کے ماتھے پر کمان کے اوپر ایک طویل کتبہ بھی خطِ نسخ میں ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دروازہ قلعہ ایاز المخاطب بسیفخان کو توال نے ۹۰۹ھ میں تعمیر کیا۔ نیز یہ کہ اس کتبہ کا کاتب "محمود شاہ بن محمد شاہ السلطان البہمنی" ہے [1] یعنی خود بادشاہ محمود شاہ اس کتبہ کا کاتب ہے۔

بہمنی سلطنت کے سب سے بڑے وزیر خواجہ محمود گاوان کی خط و کتابت کا مجموعہ "ریاض الانشار" کے نام سے ملتا ہے جس میں بیشمار خطوط ایسے ہیں جن میں سلطنت بہمنی کا بھی ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے [2]

"در ملازمت بادشاہاں بہمن نژاد نوشیرواں"

ایک قصیدہ سلطان ہمایوں کی صفت میں لکھا ہے اس کی ابتدا اس طرح ہے:-

عین عمرم کز غبار غربت بو د تار — شد کنوں روشن ز کحل خاک پائی شہریار

شد ہمایوں شاہ بہمن اصل دارا زانکہ ہست — عقل کل را خاطرش در کنہ اشیا مستشار

غرضکہ ہم نے متذکرہ بالا سطور میں کتبات، مسکوکات، تاریخ اور آثار قدیمہ وغیرہ کے ذریعہ یہ ثابت کر دیا ہے کہ سلاطین بہمنی واقعی ایرانی الاصل تھے اور علاؤالدین ابوالمظفر بہمن شاہ نے کبھی اپنے نام کے ساتھ لفظ گانگو یا بہمنی بطور جزو اسم کے نہیں لکھا۔

نتیجہ اول تو ہمیں اصولاً معاصر ماخذ کی موجودگی میں فرشتہ یا فرشتہ پر مبنی شدہ کسی مضمون نگار کے الفاظ کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے مگر کم سے کم یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ فرشتہ کا یہ بیان کہ علاؤالدین نے سریر آرائے سلطنت ہو کر اپنا جو نام و لقب اختیار کیا وہ "علاؤالدین ابوالمظفر

---

[1] E.I.M سنہ ۶-۱۹۲۵ صہ ۱۸

[2] ہمارے سامنے مخطوطہ ریاض الانشا بمبئی یونیورسٹی ہے جس کے اوراق ۷، ۱۹۴، ۱۶۸، ۱۹۸ ملاحظہ ہوں۔

© rasailojaraid.com